فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ (۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نکاح سے پہلے ولیمہ کیسا ہے؟

جواب: خلاف شرع ہے۔ولیمہ نکاح کے بعد کی سنت ہے۔اگر کوئی نکاح سے پہلے ولیمہ کرے گا،تو نکاح کی برکت ختم ہوسکتی ہے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

وَجُعِلَ الذِّلَّةُ، وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي .

''جو میری حکم عدولی کرے گا،ذلت ورسوائی اس پر مسلط کر دی جائے ہوگی۔''

(مسند الإمام أحمد : ۲/۵۰، وسندهٗ حسنٌ)

احمد رضا خان بریلوی صاحب کہتے ہیں:

''ولیمہ زفاف 'شب عروسی' کی سنت ہے اور نابالغ بھی زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔''

(ملفوظات، حصہ سوئم، ص ۲۶۲)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا تھا؟

جواب: یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا تھا مبنی بر جہالت ہے۔بعض لوگ بطور دلیل ایک جھوٹی روایت پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُصَلِّي عَلَيَّ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهٖ، ثُمَّ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ مِيكَائِيلُ، ثُمَّ إِسْرَافِيلُ عَلَيْهِمَا

السَّلَامُ، ثُمَّ الْمَلَائِكَةُ زُمَرًا زُمَرًا، ثُمَّ ادْخُلُوا، فَقُومُوا صُفُوفًا لَا يَتَقَدَّمُ عَلَيَّ أَحَدٌ.

''سب سے پہلے میرا جنازہ عرش پر میرا رب پڑھے گا، پھر جبرائیل، پھر میکائیل، پھر اسرافیل علیہم السلام اور بعد میں دیگر فرشتے گروہ در گروہ پڑھیں گے۔ پھر آپ داخل ہو جانا اور صفیں باندھ کر کھڑے ہو جانا، کوئی امام نہ بنے۔''

(المعجم الكبير للطبراني : ٥٨/٣، ح : ٢٥٧٦)

تبصرہ:

موضوع ہے۔

① عبدالمنعم بن ادریس ''کذاب'' ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يضع الحَدِيث على أَبِيه وعَلى غَيره من الثِّقَات لَا يحل الِاحْتِجَاج بِهِ.

''اپنے باپ اور دوسرے ثقہ راویوں پر حدیثیں گھڑتا تھا، اس کی روایت سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(المجروحين : ١٥٧/٢، ت : ٧٧٦)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''ذاہب الحدیث'' کہا ہے۔

(التاريخ الكبير : ١٩٥١)

اس کے متعلق ادنی کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں!

② ادریس بن سنان ضعیف و متروک ہے۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(الضعفاء والمتروکون : ٣٥٦)

③ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يتقى حَدِيثه من رِوَايَة ابْنه عبد الْمُنعم عَنهُ .

''اس کے بیٹے عبد المنعم کی اس سے بیان کردہ روایات سے بچیں۔''

(الثقات : ٦٨٠٢)

یہ روایت بھی عبد المنعم سے ہے، لہٰذا جرح مفسر ہے۔

سوال: کیا سزا کے طور پر نوافل پڑھائے جا سکتے ہیں؟

جواب: نہیں۔ کوئی بھی عبادت بطور سزا نہیں کروائی جا سکتی۔ مثلاً کسی کو غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے دس بیس تیس نوافل پڑھنے یا قیام اللیل کا کہا جائے۔ یہ جائز نہیں۔ نیکی کو شرعی حدود سے ہٹانا جائز نہیں۔ لہٰذا نوافل یا کوئی اور نیکی کو بطور سزا مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: کیا سجدہ تلاوت رہ جانے پر فدیہ ہے؟

جواب: سجدہ تلاوت مستحب و مسنون عمل ہے۔ چھوڑنے پر گناہ نہیں، نہ ہی کوئی فدیہ ہے، لہٰذا فدیہ مستحب قرار دینا ایجاد دین اور بدعت ہے۔ سلف میں اس کا کوئی قائل تھا، نہ فاعل۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں، تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدے کے بدلے میں پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔''

(جواهر الفقه : ٣٩٣/١)

ان لوگوں نے بھی شکم پرستی کو کیا اسباب مہیا کرر کھے ہیں، خدا کی پناہ۔

(سوال): نماز کی قراءت عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کی جا سکتی ہے؟

(جواب): نہیں۔ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے حروف وصوت کے ساتھ عربی میں کلام کیا ہے۔ لہٰذا غیر عربی میں پڑھے گئے کلام کو قرآن قرار دینا واضح کفر ہے۔ نماز میں اس کی قراءت کا جواز تو دور کی بات ہے۔

(سوال): عشا سے پہلے چار رکعات سنتیں ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بدعت ہے۔ نماز عشا سے پہلے چار سنتوں کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال): عورت کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن کے ساتھ گھر کی عورتوں کو امامت کروایا کرتی تھی۔ (سنن ابی داود: ۵۹۲، وسندہ حسن وصححہ ابن الجارود وابن خزیمۃ)

(سوال): کیا مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق ہے؟

(جواب): کوئی فرق نہیں۔ فرمان نبوی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

''میری طرح نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري : ٦٣١)

یہ حکم عام ہے، مرد وزن کو شامل ہے۔ سلف صالحین سے مرد وزن کے طریقۂ نماز میں فرق ثابت نہیں۔

(سوال): نماز کے وقت سے پہلے کہی گئی اذان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): وقت داخل ہونے کے بعد اعادہ چاہیے۔

(سوال): جواللہ تعالیٰ کو ہر جگہ مانتا ہے، اسے امام بنانا کیسا ہے؟

(جواب): اسے امام نہیں بنایا جا سکتا۔ امام کا صحیح العقیدہ ہونا ضروری ہے۔

(سوال): جو امام نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب، حاضر ناظر، مختار کل، مشکل کشاہ، حاجت روا اور متصرف فی الامور مانتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): درست نہیں۔ اس کا عقیدہ کفریہ ہے، لہٰذا امامت کا اہل نہیں۔

(سوال): دفن کے بعد قبر پر سات دن تک قرآن خوانی کروانا کیسا ہے؟

(جواب): بدعت ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، ورنہ صحابہ اور سلف صالحین اس کے قائل ہوتے، نیز قبرستان میں قرآن پڑھنے کی ممانعت ثابت ہے۔

(سوال): یہ کہاں تک درست ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کو شراب پینے پر کوڑے لگائے، جن سے ان کی موت واقع ہوگئی؟

(جواب): یہ ثابت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو شراب پینے پر تعزیراً کوڑے لگائے، لیکن کوڑوں کی وجہ سے موت واقع ہونے کی بات درست نہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

شَرِبَ أَخِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ، وَشَرِبَ مَعَهُ أَبُو سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، وَنَحْنُ بِمِصْرَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَسَكِرَا، فَلَمَّا صَحَّا انْطَلَقَا إِلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ أَمِيرُ مِصْرَ، فَقَالَا : طَهِّرْنَا، فَإِنَّا قَدْ سَكِرْنَا مِنْ شَرَابٍ شَرِبْنَاهُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : فَلَمْ أَشْعُرْ

أَنَّهُمَا أَتَيَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ، قَالَ : فَذَكَرَ لِي أَخِي أَنَّهُ قَدْ سَكِرَ، فَقُلْتُ لَهُ : ادْخُلِ الدَّارَ أُطَهِّرْكَ، قَالَ : إِنَّهُ قَدْ حَدَّثَ الْأَمِيرَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ لَا تُحْلَقُ الْيَوْمَ عَلٰى رُؤُوسِ النَّاسِ، ادْخُلْ أَحْلِقْكَ، وَكَانُوا إِذْ ذَاكَ يَحْلِقُونَ مَعَ الْحَدِّ، فَدَخَلَ مَعِيَ الدَّارَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَلَقْتُ أَخِي بِيَدِي، ثُمَّ جَلَدَهُمَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِذَالِكَ، فَكَتَبَ إِلٰى عَمْرٍو أَنِ ابْعَثْ إِلَيَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عُمَرَ عَلٰى قَتَبٍ، فَفَعَلَ ذَالِكَ عَمْرٌو، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَلَدَهُ وَعَاقَبَهُ مِنْ أَجْلِ مَكَانِهِ مِنْهُ، ثُمَّ أَرْسَلَهُ فَلَبِثَ أَشْهُرًا صَحِيحًا، ثُمَّ أَصَابَهُ قَدَرُهُ، فَيَحْسَبُ عَامَّةُ النَّاسِ أَنَّهُ مَاتَ مِنْ جَلْدِ عُمَرَ، وَلَمْ يَمُتْ مِنْ جَلْدِهِ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی بات ہے کہ ہم مصر میں تھے، میرے بھائی عبدالرحمٰن نے شراب پی لی، ان کے ساتھ ابوسروہ عقبہ بن عامر نے بھی شراب پی لی اور بے ہوش ہوگئے۔ افاقہ ہونے پر مصر کے وزیراعلیٰ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگے: ہم پر حد نافذ کر دیجیے، ہم نشہ آور شراب پی بیٹھے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے خبر نہ تھی کہ وہ دونوں سیدنا عمرو بن عاص

کے پاس چلے گئے ہیں۔ مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں تو شراب پی بیٹھا ہوں۔ میں نے کہا، آؤ گھر جا کر آپ پر حد لگاؤں۔ اس نے کہا: میں نے امیر کو بتا دیا ہے۔ میں نے کہا: آپ کا سر لوگوں کے سامنے نہیں مونڈھا جائے گا، لہٰذا گھر چلو، سر مونڈھ دوں، ان دنوں شراب پینے پر کوڑوں کے ساتھ ساتھ سر بھی مونڈھا جاتا تھا۔

وہ گھر داخل ہوا، میں نے اس کا سر مونڈھ دیا، بعد میں دونوں کو امیر مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کوڑے لگائے،۔

اس واقعہ کی خبر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچ گئی۔ امیر مصر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ عبدالرحمٰن کو اونٹ پر سوار کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ آپ نے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ جب عبدالرحمٰن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کے پاس آیا، تو آپ نے بیٹا ہونے کی وجہ سے دوبارہ کوڑے بھی لگوائیں اور خوب سرزنش بھی کی۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ عبدالرحمٰن ایک ماہ تک صحت یاب رہے، پھر تقدیر غالب آ گئی۔ لوگ سمجھنے لگے کہ سیدنا عمر بن خطاب کے کوڑوں کی وجہ سے فوت ہوا ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کوڑوں کی وجہ سے موت واقع نہیں ہوئی۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : ٨/٣١٢-٣١٣، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ جورقانی رحمہ اللہ (م: ۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هذا حديث ثابت، وإسناده متصل صحيح .

''ثابت حدیث ہے، اس کی سند ''متصل وصحیح'' ہے۔''

(الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير : ٢٣٨/٢، ح : ٥٧٨)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الأجوبة المرضية : ٩٣٦/٣)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَالَّذِي يُشْبِهُ أَنَّهُ جَلَدَهُ جَلْدَ تَعْزِيرٍ، فَإِنَّ الْحَدَّ لَا يُعَادُ .

''مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوڑے تعزیراً مارے گئے، کیوں حد دوبار قائم نہیں کی جاسکتی۔''

سوال: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے بیٹے عبیداللہ کو شراب پینے پر کوڑے مارنا ثابت ہے؟

جواب: ثابت ہے۔ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فَصَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُمْ : إِنِّي وَجَدْتُ آنِفًا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ (عُبَيْدِ اللّٰهِ) بْنِ عُمَرَ رِيحَ الشَّرَابِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ، فَزَعَمَ أَنَّهُ طِلَاءٌ، وَإِنِّي سَائِلٌ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ، جَلَدْتُهُ، قَالَ : ثُمَّ شَهِدْتُ عُمَرَ بَعْدَ ذَالِكَ جَلَدَ عَبْدَ اللّٰهِ (عُبَيْدَ اللّٰهِ) ثَمَانِينَ فِي رِيحِ الشَّرَابِ الَّذِي وُجِدَ مِنْهُ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں نے ابھی ابھی عبیداللہ بن عمر کے منہ سے شراب کی بدبو محسوس کی، میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا، تو اس نے جواب میں کہا: میں نے انگوروں کا پکا ہوا رس پیا۔ میں اس سے پوچھتا ہوں،

اگر وہ نشہ دے، تو میں اسے کوڑے لگاؤں گا۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، آپ نے عبید اللہ کے منہ سے شراب کی بد بو محسوس ہونے پر انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔''

(مصنف عبد الرزاق: ٢٢٨/٩، ح: ١٧٠٢٨، مؤطأ الإمام مالك: ٨٤٢/٢، سنن النسائي: ٥٧٠٨، شرح معاني الآثار للطحاوي: ٢٢٢/٤، واللفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

الاشربۃ للإمام احمد بن حنبل (۸۵) اور شرح معانی الآثار للطحاوی (۱۵۸/۳) میں اس کی ایک دوسری ''حسن'' سند بھی موجود ہے۔

سوال: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابوشحمہ پر زنا کی حد قائم کی، جس سے اس کی موت واقعہ ہوگئی؟

جواب: جھوٹا اور باطل واقعہ ہے۔

سعید بن مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَدْخُلُ عَلٰى آلِ عُمَرَ، أَوْ مَنْزِلِ عُمَرَ، قَال: وَمَعَهَا صَبِيٌّ، فَقَالَ: مَنْ ذَا الصَّبِيُّ مَعَكِ؟ قَالَ: فَقَالَتْ: هُوَ ابْنُكَ، وَقَعَ عَلَيَّ أَبُو شَحْمَةَ، فَهُوَ ابْنُهٗ، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرَ فَأَقَرَّ، فَقَالَ عُمَرُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اجْلِدْ وَاضْرِبْ، قَالَ: فَضَرَبَهٗ عُمَرُ خَمْسِينَ ضَرْبَةً وَضَرَبَهٗ عَلِيٌّ خَمْسِينَ، قَالَ: فَأُتِيَ بِهٖ، فَقَالَ لِعُمَرَ: يَا أَبَةُ، قَتَلْتَنِي، قَالَ: إِذَا لَقِيتَ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ أَبَاكَ يُقِيمُ الْحُدُودَ.

''ایک عورت کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے گھر میں آنا جانا تھا۔ (ایک مرتبہ) اپنے ساتھ ایک بچہ لے کر آئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہنے لگی: یہ آپ کا پوتا اور ابوشحمہ کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھ سے زنا کیا تھا۔ سیدنا عمر نے ابو شحمہ سے پوچھا، تو اس نے اقرار کر لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے کوڑے ماریں۔ سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما نے اسے پچاس پچاس کوڑے مارے۔ ابوشحمہ کو لایا گیا، تو وہ سیدنا عمر سے کہنے لگا: ابو جان! آپ نے تو مجھے مار ہی ڈالا ہے۔ اس پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب اللہ سے ملو، تو کہہ دینا تیرا باپ (عمر) حدود نافذ کرتا ہے۔''

(الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير للجورقاني : ٥٧٦، ٥٧٧، ٥٧٨، ٥٧٩)

حافظ جورقانی رحمہ اللہ (م: ۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ، وَإِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ ....

وَهٰذَا الْحَدِيثُ وَضَعَهُ الْقَصَّاصُ، فَمَنْ لَمْ يَتَبَحَّرْ فِي الْعُلُومِ خَفِيَ عَلَيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَلَدَ ابْنًا لَهُ يُقَالُ لَهُ : أَبُو شَحْمَةَ بِسَبَبِ الزِّنَا، فَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكَذِبِ وَالْبُهْتَانِ وَالنِّفَاقِ وَالْخُذْلَانِ .

''موضوع'' اور ''باطل'' روایت ہے، اس کی سند ''منقطع'' ہے۔......

یہ روایت قصہ گو لوگوں کی گھڑنتل ہے۔ متبحر فی العلوم علمائے کرام پر تو یہ پوشیدہ رہا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ابوشحمہ نامی بیٹے کو زنا پر کوڑے لگائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ، بہتان بازی، نفاق اور گمراہی سے اپنے حفظ و

امان میں رکھے۔''

(الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير للجورقاني: ٢٢٨/٢)

اس واقعہ کی ساری کی ساری سندیں ''جھوٹی'' ہیں، نیز اسے حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ''الموضوعات'' (۲۷۵/۳) میں ذکر کیا ہے۔

سوال: کیا نماز جنازہ میں دو سلام ہیں؟

جواب: نماز جنازہ میں صرف ایک سلام ہے۔ احادیث و آثار صحابہ و تابعین سے یہی ثابت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهٗ يَكُونُ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ خَارِجًا مِنَ الصَّلَاةِ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نمازی ایک سلام سے نمازِ (جنازہ) سے خارج ہو جاتا ہے۔''

(الأوسط: ٤٤٦/٥)

نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام کو واجب قرار دینا درست نہیں۔

سوال: نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے جائیں گے؟

جواب: سلام پھیرنے کے بعد۔

سوال: قبر پر پانی چھڑکنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں۔ السنن الکبریٰ للبیہقی (۴۱۱/۳) کی روایات ضعیف ہیں۔

سوال: قبر پر تین لپیں مٹی ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر تین لپیں مٹی ڈالنا مستحب ہے۔

① سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تُوُفِّيَ رَجُلٌ فَلَمْ تَصُبْ لَهٗ حَسَنَةٌ إِلَّا ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ حَثَاهَا فِي قَبْرٍ فَغُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ .

''ایک شخص فوت ہوا، اس کے نامہ اعمال میں صرف یہی پرخلوص نیکی تھی کہ اس نے ایک قبر پر تین لپیں مٹی ڈالی تھی، تو اسے معاف کر دیا گیا۔''

(السنن الکبریٰ للبیهقي :6731، وسندهٗ حسنٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا مَوْقُوفٌ حَسَنٌ فِي هٰذَا الْبَابِ .

''اس مسئلہ میں یہ موقوف روایت حسن ہے۔''

② میمون بن مہران رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

أَنَّهٗ أَمَرَ أَنْ يُحْثٰى عَلَيْهِ التُّرَابُ حَثْيًا .

''آپ رحمہ اللہ نے اپنی قبر پر مٹی کی لپیں ڈالنے کا کہا تھا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 11720، وسندهٗ صحيحٌ)

③ عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ دُفِنَ يُسَنُّ عَلَيْهِ التُّرَابُ سَنًّا .

''میں عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی تدفین کے وقت موجود تھا، آپ کی قبر پر مٹی کی لپیں ڈالی گئیں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة :11721، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلٰى جِنَازَةٍ، ثُمَّ أَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ، فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ ثَلَاثًا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھا، پھر قبر پر تشریف لائے اور سر کی جانب تین لپیں مٹی ڈالی۔''

(سنن ابن ماجه : ١٥٦٥)

سند ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② سلمہ بن کلثوم راوی صدوق حسن الحدیث ہے، اس کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَهِمُ كَثِيرًا .

''بہت زیادہ وہم کا شکار ہوتا ہے۔''

(العِلَل : 24/8)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اس روایت کو باطل کہا ہے۔

(العِلَل لابن أبي حاتم : 483)

لہٰذا متاخرین اہل علم کا اس روایت کی تصحیح کرنا درست نہیں۔

② سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دُفِنَ عُثْمَانُ بْنُ

مَظْعُونٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، وَحَثٰى عَلٰى قَبْرِهٖ بِيَدِهٖ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنَ التُّرَابِ وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ .

''جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے چار تکبیرات کے ساتھ نماز جنازہ پڑھایا اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر تین لپیں مٹی ڈالی۔''

(سنن الدارقطني : 1836)

سند ضعیف ہے۔ عاصم بن عبید اللہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (۶۳۰ک) نے اس حدیث کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

اس باب میں دیگر مرفوع روایات بھی ضعیف ہیں۔

سوال: میت کا چہرہ دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: میت کو کفنانے سے پہلے یا بعد اس کا چہرہ دیکھا جا سکتا ہے۔ شریعت میں منع نہیں۔ اس میں سامانِ عبرت بھی ہے۔

سوال: کیا دفن سے پہلے بھی میت کے لیے دعا کی جا سکتی ہے؟

جواب: مرنے والا دعا کا زیادہ محتاج ہے، اس کے لیے کسی وقت بھی دعا کی جا سکتی ہے۔

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے سنا:

وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ، وَقَالَ : مَا خَلَّفْتَ

أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا لاشہ چارپائی پہ رکھ دیا گیا، لوگوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، وہ آپ کے لیے دعا واستغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اچانک میرا کندھا پکڑ کر اپنی جانب متوجہ کیا، انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد اتنا محبوب کون ہے کہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کے لئے اس کے عمل کو نمونہ بناؤں۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔''

(صحيح البخاري : 3685، صحيح مسلم : 2389)

ثابت ہوا کہ میت کے لیے کسی بھی وقت دعائے رحمت ومغفرت کی جا سکتی ہے۔ نماز جنازہ سے پہلے، جنازہ سے متصل بعد، قبر پر، بعد میں۔ البتہ نماز جنازہ سے متصل بعد دعا کو مستحب ومشروع سمجھ کر التزام نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس بارے میں جمیع روایات غیر ثابت ہیں۔ اسی طرح انفرادی واجتماعی ہاتھ اٹھا کر دفن کے بعد بھی دعا کی جا سکتی ہے۔ تعزیت کے موقع پر بھی ہاتھ اٹھا کر اجتماعی ہیئت کے ساتھ دعا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ

ہمارے ہاں رائج طریقہ دعا مناسب نہیں، کہ ہر آنے جانے والا ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے۔ اس موقع پر دعا نہ کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے، یہ تو محض رسمی دعا ہے۔

سوال: کیا شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: شیعہ کا نماز جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی پڑھ لے، تو توبہ کرے، نکاح ٹوٹنے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے مشرکین قریش کے لیے بددعا کی تھی؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے مشرکین قریش کے لیے بددعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ، فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ .

''نبی کریم ﷺ نے رو بہ قبلہ ہو کر قریش کے کچھ لوگوں پر بددعا کی۔''

(صحيح البخاري : 3960، صحيح مسلم : 1794)

سوال: نماز جنازہ میں نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جواب: عام نمازوں میں سجدے والی جگہ پر نظر ہوتی ہے، نماز جنازہ میں بھی نظر سجدہ والی جگہ پر ہونی چاہیے۔

سوال: کیا آیت سجدہ کے لفظ بہ لفظ ترجمہ سے سجدہ تلاوت کیا جائے گا؟

جواب: یہ ترجمہ ہے، قرآن کریم نہیں۔ ترجمہ کے وہ احکام نہیں، جو کلام الٰہی کے ہیں۔ ترجمہ تو کلام الناس ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی آیت سجدہ کا لفظ بہ لفظ ترجمہ پڑھنے یا سننے

پر سجدہ تلاوت کرنا ناجائز ہے، بلکہ لفظی ترجمہ کو قرآن کی آیت سمجھ کر سجدہ کرنا کفر ہے۔

(سوال): کیا امام رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب): نہیں کر سکتا۔ سجدہ تلاوت کی اپنی ہیئت ہے، اس کی ادائیگی اسی ہیئت سے ادا ہوگی۔

(سوال): ٹی وی یا ریڈیو پر آیت سجدہ سننے پر سجدہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جس طرح براہِ راست کسی قاری سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت مستحب ہے، اسی طرح ٹی وی اور ریڈیو وغیرہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت مستحب ہے۔

(سوال): کیا نماز میں سجدہ تلاوت بھولنے پر سجدہ سہو ہے؟

(جواب): بہتر ہے کہ سجدہ سہو کر لے۔

(سوال): کیا کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے؟

(جواب): اس بارے میں ایک روایت آتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ إِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ .

''کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔''

(الغرائب الملتقطة لابن حجر : 2573)

سند سخت ضعیف ہے۔

① زافر بن سلیمان جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

② ابو عثمان کا تعین نہیں ہو سکا۔

(سوال): یہ روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ضَافَ ضَيْفٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَفِي دَارِهِ كَلْبَةٌ مُجِحٌّ، فَقَالَتِ الْكَلْبَةُ: وَاللّٰهِ لَا أَنْبَحُ ضَيْفَ أَهْلِي، قَالَ: فَعَوٰى جِرَاؤُهَا فِي بَطْنِهَا، قَالَ: قِيلَ مَا هٰذَا؟ قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ: هٰذَا مَثَلُ أُمَّةٍ تَكُونُ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَقْهَرُ سُفَهَاؤُهَا حُلَمَاءَ هَا.

''بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ہاں مہمان آیا، گھر میں حاملہ کتیا تھی، اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر کے مہمانوں پر نہیں بھونکتی، لیکن اس کے پیٹ میں پلنے والا پلا بھونکنے لگا۔ پوچھا گیا یہ کیا ماجرہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ اس کتیا کی مثال آپ کے بعد والی امت کی طرح ہے، جب جاہل لوگ علما کی توہین کریں گے۔''

(مسند الإمام أحمد: 6588)

جواب: سند ضعیف ہے۔

عطاء بن سائب صدوق مختلط راوی ہے۔ ابو عوانہ نے ان سے اختلاط سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں سنا ہے، روایات کی تمیز نہیں ہو سکی۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ سَمِعَ أَبُو عَوَانَةَ مِنْ عَطَاءٍ فِي الصِّحَّةِ وَفِي الْاِخْتِلَاطِ جَمِيعًا وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ.

''ابوعوانہ نے عطا سے اختلاط سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں سنا ہے۔
اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 334/6، وسندهٗ صحيحٌ)

مسند بزار میں ابوعوانہ کی متابعت ابوحمزہ عسکری نے کی ہے۔ اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ اس نے عطاء بن سائب سے قبل از اختلاط روایت لی ہے، یا بعد از اختلاط؟

اسی طرح جریر بن عبدالحمید اور خالد بن عبداللہ واسطی نے متابعت کی ہے۔ یہ بھی مفید نہیں، کیونکہ یہ دونوں عطاء سے بعد از اختلاط بیان کرتے ہیں۔

الادب المفرد للبخاری میں شعیب بن صفوان نے متابعت کی ہے، شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے عطاء بن سائب سے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے۔ نیز یہ روایت موقوف بھی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ روایت مرفوعا وموقوفا عطاء بن سائب کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔